رجسٹرڈ ڈیل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر

شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری کی تقریر

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء

(بعد از نماز ظہر)

۱۔ مخالفت ابتداء سے ہوتی آئی ہے۔ باوجود سخت کوشش کے انا نحن نزلنا الذکر اور لا تتبیہ الباطل کی پیشگوئی پوری ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی رہیگی ٭

۲۔ اس زمانہ میں تمام ادیان باطلہ نے اسلام کے خلاف اعتراضات کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے جوابوں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ قایم کیا ہے۔ جو لا تزال من امتی طائفۃ ظاھرین علی الحق کا مصداق صحیح ہے ٭

۳۔ چند اعتراضات مع ان کے جواب سُناتا ہوں:۔

اعتراض اوّل الہام ہی کوئی چیز نہیں۔ عقل انسانی کافی ہے۔ قرآن مجید کیسے مانیں؟

(برہمو)

جواب۔ مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ محض عقل کے پیرو خدا کی ہستی ہی کے منکر ہو گئے۔ پس عقل کیونکر کافی ہو سکتی ہے۔ (ب) عقل بہت بڑے تجربے کے بعد اخلاقی حالت کسی قدر درست کر سکتی ہے۔ مگر انسان کی پیدائش تو اس لئے ہے۔ کہ وہ باخدا انسان بن جائے۔ اور اللہ سے واصل ہو۔ اور یہ کام محض عقل سے نہیں ہو سکتا بلکہ عقل سے تو اختلاف بڑھے گا۔ اور ہر ایک کا الگ دین ہو گا۔ کیونکہ ہر شخص اپنی عقل پر بھروسہ کر کے ایک نیا طریق وصول الی اللہ کا ایجاد کرے گا۔ (ج) دنیا میں جو بھی چیز ہے۔ وہ آسمانی مدد کی محتاج ہے۔ مثلاً کنوئیں کا پانی بارش کا۔ آنکھ سورج کی روشنی کی۔ اسیطرح عقل بھی آسمانی وحی کی محتاج ہے۔ اسپر اعتراض ہو سکتا ہے۔

جب الہام کے بعد بھی گمراہی پھیلتی ہے۔ تو پھر الہام کا کیا فائدہ؟

جواب۔ یہی بات تو ضرورت الہام ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ جب گمراہی ایسی عام ہے تو ذکر محدث ہر زمانے میں آنا چاہئے (ب) پھر ہمیں بتاؤ۔ کہ محض عقل کی پیروی سے کوئی واصل باللہ ہوا۔ ہرگز نہیں۔ البتہ یہ مثالیں بیسیوں موجود ہیں کہ الہام کی پیروی کرنے والے خدا تعالےٰ تک پہنچ گئے

اعتراض دوم ضرورت الہام پر وجود الہام ثابت نہیں ہو سکتا ٭

جواب۔ جسقدر بھی ضرورتیں جسمانی ہیں۔ خدا نے ان کو پورا کرنے کے سامان دئے ہیں۔ تو پھر روحانی ضرورتوں کو کیوں پورا نہ کرتا۔ دیگر الہامی کتب اور قرآن مجید زندہ گواہ موجود ہیں ٭

اعتراض سوم عقل تمام ضرورتیں پوری نہیں کرتی تو کچھ تو کرتی ہے۔ پس الہام کی ضرورت نہیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب۔ انسان کی فطرت اسکے خلاف ہے۔ وہ تکمیل چاہتا ہے۔ پس ضرورت کے رفع کے لئے مکمل انتظام چاہیئے۔

اعتراض چہارم الہام کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ تو پھر سب کے الہام ہونا چاہیئے ؛

جواب۔ عقل جسے تم معرفت الٰہی کے لئے کافی سمجھتے ہو وہ بھی تو سب کو یکساں نہیں دی گئی۔ باقی الہام و رؤیاء کا کچھ نہ کچھ مادہ تو ہر ایک انسان میں ہے تاکہ وہ انکار نہ کرے

اعتراض پنجم معرفت الٰہی کا ذریعہ وہ چیز ہو سکتی ہے جو ہر وقت نظر آئے۔ اور وہ نیچر ہے

جواب۔ الہام کا دروازہ بھی تو ہر زمانے میں کھلا ہے اور کتب الٰہی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جو خدا کی معرفت دیتی ہیں۔ نیچر کے مطالعہ سے تو خدا کی معرفت کاملہ کسی نے حاصل نہیں کی ؛

اعتراض ششم الہام سے عقلی قویٰ کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس سے کام لینا چھوٹ جائے گا ؛

جواب۔ الہام عقل کو تیز کرتا ہے۔ اور الہام کے ذریعہ وہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ جن تک عقل کی رسائی نہیں (ب) قرآن مجید نے بار بار افلا تعقلون فرما کر عقل کو کام میں لانے کی ہدایت فرمائی ہے ؛

اعتراض ہفتم الہامی کتاب کسی کے ایمان کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ الہام سے پہلے الہام بھیجنے والے کا وجود از خود ماننا پڑے گا ؛

جواب۔ ہم تو کہتے ہیں کہ الہام ہی خدا کے وجود کا پتہ صحیح طور پر دیتا ہے۔ اور اسی کے ذریعے ابتداء عالم سے خدا کی معرفت ہوئی ؛

تمام راستبازوں کا اجماع وجود الہام کا ثبوت ہے ؛

اعتراض۔ ضرورت القرآن کیا ہے۔ یہ کیوں ضروری ہے۔ کہ قرآن مجید کو مانیں ؛

جواب۔ قرآن مجید بے شک ہر قوم میں نذیر کا آنا مانتا ہے۔ مگر اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ تمام کتب الٰہیہ موجود تھیں۔ پھر بھی ظلمات کی کثرت اور وہ اسکے دور کرنے سے عاری۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ گذر چکا تھا۔ پس ایسی مکمل کتاب کی ضرورت تھی۔ جو فساد بر و بحر کو دور کرے۔ سو قرآن مجید آگیا۔ جس نے اس فساد کو دور کر کے دکھا دیا۔ (۲) قرآن مجید تمام کتب سابقہ کی صداقتوں کا جامع ہے۔ اسلئے بھی اس پر ایمان ضروری ہے۔ اور اسکا پر ایمان لانے سے دوسری کتب پر ایمان صحیح پیدا ہوتا ہے (۳) دعاوی کے ساتھ دلائل قاطعہ بھی صرف قرآن مجید میں موجود ہیں۔ دوسری کتابوں میں یہ بات نہیں ؛

ملائکہ پر اعتراض کیا خدا بھی انسان کی مانند وسائط کا محتاج ہے۔ جو فرشتوں کا وجود مانا جائے ؛

جواب۔ اوّل تو معترضین خود کسی نہ کسی رنگ میں ان کے وجود کے قائل ہیں۔ (۲) صحیفۂ فطرت کو دیکھئے دنیا کے سب کام اسباب و وسائط سے ہوتے ہیں۔ تو پھر روحانیات میں کیوں وسائط نہ ہونگے۔ اگر جسمانی نظام چلانے کے وقت وسائط سے خدا محتاج ثابت نہیں ہوتا تو روحانی انتظام کے لئے وسائط سے کیونکر محتاج ثابت ہوگا ؛

دوسرا اعتراض۔ ملائکہ کو کیوں مانیں ؛

جواب۔ تمام انبیاء و صلحاء کا اتفاق ہے کہ ملائکہ ہیں پس راستبازوں کا اجماع بے معنی نہیں ہو سکتا۔ (ب) دیکھنے والوں کی شہادت نہ دیکھنے والوں پر مقدم ہے (ج) یہ راستبازوں کا گروہ ایسے طریق بتاتا ہے۔ جن پر چلنے سے ملائکہ نظر آسکتے ہیں (د) نیکی بدی کا وجود ثابت کرتا ہے کہ نیکی اور بدی کے محرک وجود ضرور ہیں نیکی کے محرک کا نام فرشتہ ہے ؛

اعتراض۔ خدا نے شیطان کو خود پیدا کیا ہے۔ پھر انسان کو بدی پر سزا کیوں ملتی ہے ؛

جواب۔ شیطان کو انسان پر متصرف نہیں بنایا بلکہ اسکے گمراہ کرنے کی تمام راہوں کو کھول کھول کر بتا دیا تاکہ انسان ان سے بچ سکے۔ اگر شیطان کا وجود نہ ہوتا۔ تو انسان نیکی پر ثواب کا مستحق نہیں بن سکتا تھا انسان میں ایسے قویٰ رکھے گئے ہیں۔ جو شیطان پر غالب آسکے۔ (ب) شیطان اسوقت پھسلانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب انسان خود پہلے کوئی ایسی بات اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ جس سے شیطان کو حملہ کی تحریک ہو سکے (ج) شیطان کے حملوں سے بچانے کے لئے فرشتے بھی ہر نفس انسانی پر مقرر کئے ہیں۔ دونوں تحریک کرتے ہیں جو جس کی مانتا ہے۔ ویسی جزا پاتا ہے۔ علاوہ ازیں خدا نے اور بھی بہت سی رعایتیں رکھی ہیں۔ ویعفو عن کثیر۔ بدی کے لئے تو فرمایا۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ اور نیکی کے لئے فرمایا عشر امثالھا۔ ملائکہ انسانوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ روز محشر نیکیاں بدیوں سے زائد ہونگی تو بدیوں کی پرواہ نہیں کی جائیگی۔ پس ایسی ایسی بیسیوں رعایتوں کی موجودگی میں شیطان کی پیدائش پر اعتراض ہے۔ اس کا وجود تو ترقی دلانے کا ذریعہ ہے ؛

قیامت پر اعتراض۔ ضرورت کیا ہے۔ (ب) قیامت محال ہے ؛

جواب۔ یہ فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ جس بات کو وہ مانتا ہے۔ دوسروں کو بھی منوائے۔ اس کے لئے اس دنیا میں باہم کشمکش ہے۔ اسکے فیصلہ کے لئے ایک دن کا تقرر ضروری تھا۔ فاللہ یحکم بینھم فیما کانوا فیہ یختلفون۔ (ب) محال نہیں بلکہ بالکل ممکن ہے جس نے پہلے پیدا کیا۔ وہی پھر پیدا کریگا۔ قل یحییھا الذی خلقھا اول مرۃ۔ دوم یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہی جسم ہونگے۔ ہاں جسم ضرور ہونگے۔ جو اس جسم کے خلاصہ سے تیار ہونگے (ب) مصر میں کئی لاشیں محفوظ ہیں۔ جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو کیا خدا تعالےٰ جسم انسانی کا خلاصہ محفوظ رکھنے پر قادر نہیں ؛

(۳) قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے دنیا میں اپنے وعدے پورے کر کے ثابت کر دیا کہ آخرت کے وعدے بھی پورے ہونگے۔

اعتراض۔ تقدیر کے مسئلہ پر اعتراض۔ یہ مسئلہ انسان کو سست بناتا ہے۔

جواب۔ تقدیر کا مفہوم غلط سمجھا گیا ہے۔ جسکی بناء پر اعتراض ہے۔ تقدیر کے معنے اندازہ کے ہیں۔ اور ان معنوں کی رو سے تو مسئلہ تقدیر سے انسان چالاک اور کام کرنے والا وجود بنتا ہے۔ کیونکہ ہر کام کا پورا ہونا جب چند ذرائع کے حصول پر موقوف و مقدر ہے۔ تو پھر انسان سست کس طرح بیٹھ سکتا ہے۔ بلکہ اندازہ صحیح طور پر نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تو انسان اور بھی زیادہ کوشش کرتا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض لوگوں کو ان یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا سے دھوکہ ہوا ہے۔ یہ تو کفار کے مقابلہ میں فرمایا۔ ما کتب اللہ کیا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ؛

فروعی اعتراضات

اعتراض :- اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے۔ جو لاعلم ہے۔

جواب - بالکل غلط ہے۔ جس آیت کی بنا پر یہ اعتراض ہے۔ وہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ہے کہ فرشتوں سے مشورہ طلب کیا۔ اور مشورہ وہی طلب کرتا ہے۔ جس کا علم کامل نہ ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مشورے کا تو یہاں ذکر تک نہیں۔ اللہ نے ایک واقعہ کی اطلاع دی ہے کہ میں ایسا کروں گا۔ اور ان آیات میں تو خصوصیت سے اپنے عالم الکل ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ وھو بکل شی علیم فرمایا اور اسی کے ثبوت میں یہ واقعہ پیش کیا۔ اور فرمایا۔ انی اعلم مالا تعلمون۔ کہ تم پیدائش انسانی کی غرض نہیں سمجھ سکتے۔ تم تسبیح و تقدیس کے مدعی ہو۔ مگر خواص الانبیاء و اسماء اللہ کے علم کے سوا ایسا ممکن نہیں۔ اور میں جو وجود پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اسے علم الاسماء دیا جائے گا۔ (۲ گھنٹے ہوگئے)

اعتراض۔ اسلام ایسا خدا پیش کرتا ہے۔ جو عالم الغیب نہیں ؛

جواب :- اسی ابلیس و آدم کے بیان میں خدا نے اپنے عالم الغیب ہونے کا ثبوت دیا ہے ؛

(۴ بجکر ۴۰ منٹ)

۲۶ر دسمبر ۱۹۱۷ء

حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر۔

(شروع ۱۰ بجے)

۱۔ اختلاف فی حد ذاتہ نہ اچھا ہے نہ برا۔ جس قسم کا وہ اثر ڈالے۔ اسکے مطابق اچھا یا برا کہلاتا ہے۔

(ب) احمدیوں اور غیر احمدیوں کا اختلاف کیسا ہے؟ پہلا مسئلہ جو اصل الاصول اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ ایک مصلح کا انتظار تھا۔ ایک راستباز نے دعویٰ کیا ہم نے مان لیا دوسروں نے نہ مانا۔ گویا "تعیین مصلح" میں اختلاف ہے۔

(ج) پھر اختلاف کی وجوہات پر بحث چھڑ گئی۔ جنمیں سے ایک یہ ہے۔ کہ غیر احمدیوں نے کہا۔ آنے والا اسرائیلی مسیح ہے۔ جو بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہے۔ پس ہم اس مدعی کو کیسے مان لیں۔ ان کا یہ قول ایسا ہی ہے جیسے سیدنا محمد مصطفیٰ کے مقابلہ پر بت پرستوں کا طرز عمل تھا۔ ان بتوں کی پرستش کی تردید سے تو صرف ایک قوم پر زد پڑتی تھی۔ مگر مسیح کی حیات کے رد سے تمام دنیا پر اثر پڑتا ہے چنانچہ ایک قوم کے عقیدے میں انکی نجات کا دارومدار مسئلہ حیات مسیح پر ہے۔ پھر مسلمانوں نے بھی اپنی دنیوی اور دینی ترقیوں کا دار و مدار اسی حیات پر رکھا ہوا ہے

(د) جسطرح سیدنا محمد مصطفیٰ کے صدق کے دلائل میں سے سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ مکہ جیسے بت پرستی کے شہر میں لا الہ الا اللہ کا اعلان کیا۔ اسی طرح مسیح موعود کے صدق کی زبردست دلیل یہ ہے۔ کہ تمام قوموں کے مقابلہ میں وفات مسیح کا اعلان کر دیا۔ (ہ) حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح کے بے شمار دلائل دئے۔ (۱) مسیح کے منہ سے اقرار بتلا دیا (۲) نبی کریم کا مشاہدہ پیش کیا کہ اسے مردوں میں دیکھ آئے۔ (۳) قبر تک بتلا دی کہ کشمیر میں ہے۔ دلائل تو بہت سے ہیں۔ مگر دو دلیلیں میں پیش کرتا ہوں۔ جن سے لوگ حیات ثابت کیا کرتے ہیں :-

پہلی دلیل۔ بل رفعہ اللہ الیہ سے دیتے ہیں کہ مسیح کا جسم اور روح دونو اٹھائے گئے۔ پہلے مسلمان یہ بتائیں کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا یا بندہ؟ اگر بیٹا تھا تو پھر تو مان لینگے کہ ایسے اٹھایا جیسے باپ بچے کو۔ اور اگر بندہ تھا۔ تو پھر ایسے اٹھائے گا جیسے بندوں کو اٹھاتا ہے۔

آخری صورت کی تائید میں عزیز کا لفظ بھی ہے۔ خدا کا غلبہ اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کو اسی زمین پر بچا لے ؛

(۲) سورہ انعام کے پہلے رکوع میں بتایا کہ خدا تعالیٰ زمین میں بھی ہے۔ اور آسمان پر بھی۔ پس آسمان کی جہت کو خاص کرنا صحیح ہے ؛

(۳) الیہ بھی موت بتاتا ہے۔ کیونکہ انا للہ وانا الیہ راجعون آیا ہے۔ یعنی خدا کی طرف جانے سے مراد مرنا ہے (ب) رفع الروح اور رفع روحانی میں فرق ہے۔ رفع الروح کے معنے ہیں اٹھا لینا روح کا۔ اور رفع روحانی کے معنے ہیں۔ عزت دینا۔ ہم جب کہتے ہیں کہ مسیح کو رفع روحانی ہوا تو آخری معنے مراد ہوتے ہیں۔ مفردات راغب میں رفعہ اللہ الیہ کے معنے رفع منزلت لکھے ہیں ؛

(ج) جب فاعل بدلتا ہے۔ تو فعل کی کیفیت بھی بدل جاتی ہے بادشاہ تخت پر بیٹھ گیا۔ دیوار بیٹھ گئی۔ ساہوکار بیٹھ گیا الرافع فی اسماء اللہ یرفع المومنین بالاسعاد واو بالتقریب ؛

دوسری دلیل - وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شھیدا سے دیتے ہیں کہ مسیح زندہ ہے۔ حالانکہ اس سے وفات ثابت ہوتی ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ قیامت کے روز یہودیوں کے خلاف گواہی دیگا۔ اگر مسیح نے دنیا میں پھر آنا ہوتا۔ تو خدا فرماتا ہے کہ وہ دنیا میں آکر تمہارے خلاف گواہی دیگا ؛

(ب) غیر احمدی جو معنے کرتے ہیں وہ سوچیں کہ اس طرح تو یہودیوں کی موت حیات انکے ہاتھ میں ہو گئی۔ کیونکہ جب تک وہ مانے نہیں۔ مر نہیں سکتے۔ مگر واقعہ اسکے خلاف ہے بعض نے مسیح کے زمانے کی یہودیوں کی قید پیش کی ہے مگر یہ بھی خلاف قرآن ہے۔ کیونکہ مسیح پر تمام یہود کا ایمان لانا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے خلاف ہے کیونکہ اس آیت سے کفار کا تا قیامت رہنا ثابت ہے۔

(ج) غور سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیت ان من اھل الکتاب سے ماقبل یہود کی برائیوں کا ذکر ہے۔ پس اس آیت کے ایسے معنے نہیں ہونے چاہئیں جس سے ان کی مدح پائی جائے۔ پس مسیح پر ایمان لانے کے معنے نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ ان کو ایمان نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ صحیح معنے اس آیت کے یہ ہیں۔ نہیں ہے ان گندے یہودیوں میں سے کوئی بھی مگر وہ ایمان لاتے رہینگے۔ قتل مسیح پر (باوجود یکہ ہم نے تردید کر دی ہے) مگر یہ باتیں انکی اپنی موت سے پہلے کی ہیں۔ مرنے کے بعد حقیقت کھلیگی

ان دلائل کی موجودگی میں اسرائیلی مسیح کو زندہ سمجھکر موعود مسیح کا ساتھ چھوڑنا ٹھیک نہیں۔ دوسری وجہ ان کو نہ ماننے کی یہ پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہم کہتے ہیں کہ بے شک نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر کیسی نبوت کا۔ جو محمدی نبوت کا انعکاس ہے۔ خدا تعالیٰ نے

تمہارے ذہنوں میں یہ بات مرکوز کرنے کے لئے کہ آنیوالا مسیح نبی ہے۔ آج تک اسرائیلی مسیح (جو مسلمہ نبی ہے) کی آمد کا عقیدہ رکھوایا (ب) مسیح کا جو کام بتایا گیا ہے۔ وہ اس عقیدہ باطلہ کا رد ہے۔ جس سے تمام انبیاء ڈرتے آئے ہیں۔ پس اس کو ایک غیر نبی کسطرح دور کر سکتا ہے۔ اسکے لئے تو جری اللہ فی حلل الانبیاء چاہیئے۔ (ج) دجال کے فتنوں میں سے سب سے بڑا فتنہ دنیا کی آرایش ہے اسلئے مسیح موعود نے یہ اقرار لیا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا یہ عہد ثابت کرتا ہے کہ عہد لینے والا نبی ہے۔ (د) درود شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آل محمدؐ کے لئے آنیوالے برکات و رحمت کو چاہا گیا ہے۔ جو حضرت ابراہیم کی آل کو بخشی گئیں۔ وہ برکات کیا ہیں۔ وجعلنا فی ذریتہم النبوۃ پس امت محمدیہ میں بھی نبوۃ ضروری ہے۔ کیونکہ کتاب تو حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر محفوظ موجود ہے مگر اس کتاب کے لئے نبی ضروری ہے۔ کیونکہ تلوار سوائے سپاہی کے کام نہیں دے سکتی۔ سپاہی ایسا جو سرکاری نشان رکھتا ہو۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویر ہو۔ یہ کام علماء و فقراء موجودہ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ ان کی حالت خود خراب ہے

ایک عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ ہمیں نبوت کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ نبی شریعت کے لئے آتے ہیں۔ سو کتاب موجود ہے پس نبی کی کیا ضرورت ہے

جواب۔ بیمار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو طبیب کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں۔ دوم ایسے مجنون جو اپنے طبیبوں کو پتھر مارتے ہیں۔ نبی آتے ہی ایسے وقت ہیں کہ تمام دنیا ایسی بیمار ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے روحانی طبیبوں کا نام تک نہیں سننا چاہتے۔ یا حسرۃ علی العباد مایاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن۔

ساحر کہتے ہیں پرلے درجے کے چالاک کو اور مجنون بے وقوف کو نبیوں کو ساحر کہنا پھر مجنون کہنا یہ اجتماع ضدین ثابت کرتا ہے کہ کہنے والے ہی مجنون ہیں

نبی صرف شریعت لانے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ شریعت کو قائم کرنے کے لئے۔ بلکہ سب سے بڑا مقصد تو یہی آخری ہے۔ قرآن مجید پر عمل کیسا موقوف ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے منافقین کا حال ہے کہ وہ نمازوں میں سستی سے آتے ہیں۔ اور انفاق فی سبیل اللہ کھلے دل نہیں کرتے۔ مگر آج کل کے مسلمان کہلانیوالے نماز ہی نہیں پڑھتے۔ اور فی سبیل اللہ خرچ ہی نہیں کرتے۔ پس جب حالت ایسے بدترین ہو چکی تھی۔ شریعت کے قیام کے لئے نبی کیوں نہ آتا

بعض کہتے ہیں ضرورت تو ہے۔ مگر یہ کیونکر سمجھیں کہ آنے والا "یہ مدعی" ہے

(۱) ان معیاروں پر دیکھیں جو راستبازوں کی پہچان کے لئے ہیں

قبل دعویٰ کوئی قصور ثابت نہیں۔ (۲) بعد دعویٰ خدا نے نصرت کی۔ (۳) مفتری کی قطع وتین ہوتی ہے آپ کامیاب ہوئے

یہ معیار تو پہلے احمدیوں میں مشہور ہیں۔ ایک معیار کی طرف میں توجہ دلاتا ہوں۔ وہ یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذین معہ اشداء علی الکفار الآیۃ یعنے راستباز کے ساتھ والے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کفار کا اثر قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ پس ہمیں بھی ایسا بننا چاہیئے تاکہ اپنے عمل سے اپنے امام کی صداقت ثابت کریں۔ دوم۔ آپس میں ایک دوسرے کا نیک اثر لیتے ہیں۔ سوم وہ عبادت گذار اور اطاعت کی خو رکھتے ہیں۔ چہارم۔ وہ اپنی خدمات کا عوض اپنے امام سے نہیں چاہتے۔ بلکہ محض اللہ کے لئے ایسا کرتے ہیں ہم احمدیوں میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں

(۱۲ بجکر ۴۵ منٹ)

دوسرا اجلاس

(بعد از نماز ظہر - ۲ بجکر ۳۰ منٹ)

تقریر میر محمد اسحٰق صاحب

غیر مبائعین کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے وجود باوجود کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ خواجہ صاحب کا مشن اس پر گواہ ہے ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نام یورپ میں پیش کرنا ضروری ہے چنانچہ خود حضرت محمد رسول اللہ نے جہاں مسیح کے آنے کی خبر دی۔ وہاں ساتھ ہی اس کا کام بتایا کہ اس کا اصل مشن صلیبی مرکزوں میں صلیبی عقاید کی تردید ہے۔ خود خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا نام یورپ میں سم قاتل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ بے شک دماغ خوب لڑا ہے۔ احادیث سے توارد ہو گیا۔ مرزا صاحب کا نام سم قاتل ہے۔ مگر کن کے لئے۔ یقتل الخنزیر کے ماتحت خنزیروں کے لئے۔ اور افسوس کہ غلطی خوردہ بھائی اپنے آپ کو اس کا مصداق بناتے ہیں (۲) دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپ کے نام کی تبلیغ تمام دنیا میں ہونی چاہیئے۔ خصوصاً جہاں زور آور حملے ہو رہے ہیں

(۳) کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا نام لینے کا ابھی وقت نہیں آیا مگر الہام حان ان تعان وتعرف بین الناس سے ظاہر ہے کہ براہین کے ہی زمانے میں وقت آ گیا کہ یورپ تک آپ کا نام پہنچایا جائے

(۴) چوں مرا نورے بپے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یورپ والوں ہی کے لئے آپ کی بعثت تھی۔ اور انہی میں ان کا نام لینا چاہیئے

(۵) سود منع ہے۔ مگر آپ نے ایسا روپیہ یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے جایز فرمایا۔ (۲) تصویر جائز نہیں۔ مگر آپ نے تصویر یورپ کے لئے جائز رکھی۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یورپ میں تبلیغ احمدیت ضروری ہے۔ اور وہاں آپ کا نام لینا ہمارا فرض

(۶) حضرت صاحب نے ایک کتاب تحفہ قیصرہ تصنیف کی۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یورپ میں اسلام کے لئے آپ کا وجود پیش کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں سب سے پہلے یہ لکھا ہے۔ کہ میں خداوند مسیح کے نام اور منصب پر آیا ہوں

(۷) ۱۳ر فروری ۱۹۰۸ء کو مولوی محمد علی صاحب کو بلا کر کہا کہ یورپ و امریکہ میں تبلیغ کی جائے۔ اور وہ باتیں پیش کی جائیں۔ جو اس زمانے میں خصوصیات ہیں۔ مگر سب سے

ے وہ سود جو مجبوراً بنک سے ملے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے یہ کام چھوڑا۔ تو مولویصاحب موصوف نے خلیفہ اوّل نے مولوی محمد علی صاحب سے وصیت پڑھوائی۔ ۳ بارہ اور انہوں نے ہی جانشین کے مسئلہ کا انکار کیا۔ عبرت کا مقام ہے۔ (ب) لارڈ ہیڈلے کی شراب نوشی کا قصہ عدالت تک پہونچا۔ تا حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہو۔ کہ جو مسیح موعود سے الگ کر کے مسلمان بنایا جائیگا وہ نہایت کمزور ہو گا ٭

(۸) حضرت مرزا صاحب کا نام اب یورپ میں نہیں لیا جائیگا تو کیا دو صدیوں کے بعد لیا جائے گا۔ جب آپکے معجزات بھی دوسروں کی طرح قصے بنجائینگے ٭

(۹) اگر حضرت مرزا صاحب کا نام یورپ میں پہنچانا سم قاتل تھا۔ تو پیشگوئی "زار" بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی یا حال "زار" بے فائدہ بنتی ہے۔ زار کے واقعہ نے یہ بھی بتا دیا کہ زلزلہ کی پیشگوئی سے مراد "جنگ" ہے تعجب کہ اس پیشگوئی کو خواجہ صاحب اسلام کی صداقت میں نہیں پیش کرتے (ب) خواجہ نے چودھری فتح محمد صاحب سے کہا کہ اگر تم مرزا صاحب کا نام یہاں لوگے۔ تو میں اور تم ایک چھت کے نیچے کام نہیں کر سکتے۔ افسوس کہ حضرت اقدس کا نام تو سم قاتل ہو۔ مگر مشیر حسین قدوائی اپنے پرچہ کا نام کھلا کھلا لے۔ تو اس سے ہرج لازم نہ آئے ٭

(۲)

دلائل سے بعض اوقات فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں ایسی بات پیش کرتا ہوں۔ جس سے اطمینان قلب نصیب ہو ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت کے بعد نئی باتیں کس نے بنالی ہیں۔ کیا ایک غیر مبایع مسیح موعود کو منہ دکھا سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ میں اپنی مدوں میں چندہ دیتا رہا ہوں۔ جو آپنے خدا کے حکم سے قائم کی تھیں۔ اور اسی مرکز سے وابستہ رہا ٭

(۲) ریویو آف ریلیجنز کے لئے حضرت اقدس تو فرمائیں کہ اس رسالہ کا بند ہونا قوم کے ماتم کا دن ہو گا۔ اور غیر مبایعین نے اسکی خریداری چھوڑ دی۔ (۳) جو انجمن حضرت مسیح موعود نے قائم کی اس سے قطع تعلق کر لیا (۴) مقبرہ بہشتی جو خدا کے حکم سے قائم ہوا۔ یہ اس میں دفن ہونے والوں کو ضال اور مشرک کہتے ہیں۔ اور خود اپنی وصیتوں کو منسوخ کرا کے اس سے الگ ہو گئے۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود کے قدموں میں لیٹنا نہیں چاہتا۔ مکہ معظمہ پر غیر احمدیوں کا قبضہ ہے۔ تو کیا ہم نے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔ پس اگر ہم مقبرہ پر قابض ہیں تو وہ کیوں مقبرہ سے بدظن ہو گئے۔ اور بغیر ہمارے کہنے کے وصیتیں منسوخ کرانے لگے۔ یقیناً وہ مرتد ہو چکے ہیں ٭ (۲ر۳ بجے ختم کر دیا)

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

تین مسئلے اختلافی ہیں۔ نبوت۔ (۲) کفر و اسلام (۳) اسمہ احمد کا مصداق کون ہے (۴) مصلح موعود کی پیشگوئی کس پر صادق آتی ہے؟

نبی کس کو کہتے ہیں۔ جو تبشیر و انذار کرے۔ اس پر قرآنی آیت فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین گواہ ہے (۲) انزل معہم الکتٰب میں مع ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ (کتاب) حقیقت نبوت میں داخل نہیں۔ (۳) یہ کہنا کہ اکملت لکم دینکم کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔ غلط ہے۔ کیونکہ نبی کا کام بتایا ہے۔ لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ جب ۷۳ فرقے مسلم ہیں۔ تو ان کے اختلاف کے فیصلہ کے لئے ایک الحکم العادل نبی کی ضرورت ہے جب تک اختلاف کا وجود ہے نبی کی ضرورت رہیگی اور نبی آتے رہینگے ٭

(ب) واتممت علیکم نعمتی میں بتایا کہ نبی بھی اُمت محمدیہ میں ہونگے۔ کیونکہ نعمت نام ہے۔ نبوۃ اور صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کا۔ اب اگر نبوت نہ ہو گی۔ تو اتمام نعمت کس طرح مانی جا سکتی ہے۔ اگر نبی نہ ہو تو نعمت ادھوری رہ گئی ٭

(۴) خاتم النبیین کی آیت کے بعد لو عاش ابراھیم لکان نبیاً فرمانا ظاہر کرتا ہے کہ ختم نبوت کے وہ معنے صحیح نہیں جو غیر احمدی سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ معنے صحیح ہیں جو ہم کہتے ہیں۔ یعنی براہ راست اور صاحب شریعت نبی نہیں آئینگے۔ ظلی اور بروزی نبی آئینگے۔ اسی پر اکابر صوفیا و ائمہ دین کا اتفاق ہے اور صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا۔ عائشہ صدیقہ کا قول یاد کرو کہ خاتم النبیین کہو۔ مگر لا نبی بعدی نہ کہو۔ صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کو نبی اللہ فرمایا۔ کسی قوم سے نبوت کا چھن جانا تو عذاب ہے۔ پس مسلمان ہو کر پھر کہنا کہ ہم میں نبوت نہیں خود اپنے منہ سے مانتا ہے کہ ہم مغضوب علیہم ہو چکے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

ایک ایک عذاب کے نزول سے نبوت منوائی جاتی تھی اب سب عذاب جمع ہو چکے۔ مگر ان عذابوں سے ڈرانیوالا اور قبل از وقت خبر دینے والا نبی نہ ہو گا۔ تو اور کیا ہو گا؟ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ یہ الہام حضرت اقدس ثابت کرتا ہے کہ آپ کی اُمت میں نبی آئینگے۔ مسیح موعود میں سب نبیوں کی نبوتیں جمع ہو گئیں۔ پس حضرت مسیح موعود کو نبی کہنا پاک محمد مصطفےٰ کو نبیوں کا سردار ثابت کرتا ہے۔ اس عقیدہ پر مولوی محمد علی صاحب بھی پہلے قائم تھے۔ چنانچہ خاتم النبیین کے معنے کئے ہیں۔ ریویو جلد ۵ نمبر ۵ کہ نبوت کا دروازہ مکمل الافراد کے لئے بند نہیں۔ ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۶۔ دیکھو جہاں حضرت صاحب کو فارسی الاصل نبی لکھا ہے۔ (ب) نبی آخر الزمان کا نام رجل من ابناء فارس بھی ہے۔ مبایعین میں سے تو کسی نے کبھی یہ الفاظ شاید نہ استعمال کئے ہوں۔ مگر محمد علی پر حجت پوری کرنے کے لئے اس کی زبان قلم سے نکلوا دے جب نبوت ثابت ہو گئی تو کفر کا مسئلہ حل ہو گیا ٭

مسئلہ اسمہ احمد

احمد کی پیشگوئی کا مصداق وہی ہو سکتا ہے۔ جس کو خدا احمد کر کے پکارے۔ سیدنا محمد مصطفےٰ کو کہیں ایسا خطاب نہیں فرمایا۔ اگر مسیح بن مریم کے بعد ایک ہی نبی آنے والا تھا۔ تو احمد نام کی کیا ضرورت تھی۔ یرسول یاتی من بعدی کافی تھا۔ محمد نام والے کو احمد کہنے سے تو اور شبہ پڑتا ہے یقیناً یہ آنے والے دوسرے رسول کا نام ہے۔ مسیح نے محمد رسول اللہ کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ مگر وہ اناجیل میں اور جگہ موجود ہے۔ العود احمد بتاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق وہ ہے۔ جو دوبارہ آئے۔ اور وہ صرف مسیح ہی ہو سکتا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم محمد کس طرح بن سکتے ہیں۔ جب تک آپ کی اُمت میں سے کوئی احمد (بار بار تعریف کرنیوالا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہو۔ احمدؐ کے نام میں تو مناسبت اور احتیاج پائی جاتی ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو محمدؐ بننے کے بعد احمدؐ کہنا آپ کو نبی سے مطیع بنانا ہے۔ مستم فوذہ بھی بتاتا ہے۔ کہ یہاں ایسے رسول کا ذکر ہے۔ جو اُمتی ہو کر نبی ہوگا۔ صاحب شریعت نبی تو اکمل ہوتا ہے ٭ (۵ بجے)

۲۷ر دسمبر ۱۹۱۷ء

پونے گیارہ بجے کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے مولوی محمد احسن امروہوی کے انجمن معتمدین سے اخراج کا مسئلہ پیش ہُوا۔ جو تمام حاضرین کے اتفاق سے جناب ذوالفقار علی خان صاحب کا پیش کردہ ریزولیوشن پاس ہُوا۔ دوسرا ریزولیوشن میر اکبر علی صاحب وکیل غازی پور کی طرف سے پیش ہُوا۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے ایڈریس میں جو اپنے آپ کو قائم مقام سلسلہ احمدیہ ظاہر کیا ہے۔ یہ بالکل غلط اور افترا ہے۔ یہ بھی باتفاق جماعت احمدیہ پاس ہُوا ٭

تیسرا ریزولیوشن یہ پاس ہُوا۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے اس ایڈریس کی تائید کرتے ہیں۔ جو احمدیہ جماعت کی طرف سے وزیر ہند بالقابہ کی خدمت میں پیش ہُوا۔ چوتھا ریزولیوشن ان کی نقول بھیجی جائیں ٭

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

۱۰ بجکر ۲۲ منٹ پر حضرت صاحب تشریف لائے۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے تلاوت کی۔ (۱) پھر کچھ نظمیں پڑھی گئیں ۱۱ بج کر ۱ منٹ تک۔ پھر حضرت کی نظم ۱۱ بجکر ۲۲ منٹ تک ہوئی۔ اور ۱۱ بجکر ۲۵ منٹ پر تقریر شروع ہوئی:۔

گذشتہ مہینوں میں میری طبیعت بہت ناساز رہی۔ اور میں کام کرنے سے بالکل رہ گیا۔ مگر جب سے حسن نظامی نے چیلنج دیا۔ یک دم میری طبیعت بالکل درست ہو گئی ہے اور یہ خدا کا فضل ہے ٭

(۲) تمام مذہبی فرقوں میں ہمارے خلاف نئے سرے سے ایک نیا جوش پیدا ہو گیا ہے۔ یہ جوش ظاہر کر رہا ہے کہ بڑی نصرت الٰہی آنے والی ہے۔ چنانچہ جماعت کا اخلاص اس پر گواہ ہے باوجود قحط سالی اور مشکلات کے آگے سے بڑھ کر آئے۔ خدمات دین میں نمونے دکھلائے۔ میری طرف سے صرف مباہلہ کی تجویز کا اعلان ہُوا۔ تو کئی لوگوں نے خدا کے واسطے ٹال ڈال کر خط لکھے کہ ہمیں ضرور اس میں شامل کیا جائے بلکہ بعض نے کرایہ وغیرہ بھی جمع کرا دیا۔ (۲) قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب کسی چھوٹی سی جماعت کی بیرونی مخالفت بھی ہو۔ اور اندرونی بھی۔ اور پھر بھی وہ ترقی کرتی جائے۔ تو وہ ضرور خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہماری بیرونی مخالفت بھی سخت ہوئی۔ اور گھر کے بھیدیوں نے الگ ہو کر خوب زور لگایا مگر سب ناکام رہے۔ اور ہم ویسے ہی کامیاب (۳) تم اس کامیابی کی قدر کرو۔ جو کچھ سنایا جاتا ہے۔ غور سے سُنو۔ اور ان آداب کے لحاظ کرو۔ جو ایک ارادتمند کے لئے ضروری ہیں۔ (۱) آواز نہیں پہنچتی۔ صبر کرو۔ مختلف المذاق مختلف الطبائع لوگوں کے اجتماع میں اختلاف ضرور ہوتا ہے۔ ہر ایک دوسرے کی نیت اور عمل کی قدر کرے۔ اور رفق و ملائمت کا برتاؤ کرے۔ ہم جس نبی کے پیرو ہیں اس کے بڑے اخلاق اعلےٰ تھے۔ اس کی مثال میں حبس دوتوالی پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ بعض وجوہات سے ایک اندھے پر ناراضی بھی ہوئی۔ تو ایسے طریق سے ظاہر فرمائی کہ اسے ندامت نہ ہوئی۔ اندھا چین ابرو اور منہ پھیرنے کو دیکھ نہیں سکتا۔ (۴) اپنے اخلاق کو درست کرو۔ اور باہم ایسی محبت کرو کہ ایک وجود کے حکم میں ہو جاؤ۔ دنیا والوں کو صادق دوستوں کی تلاش رہتی ہے تمہیں تو خدا نے بنے بنائے صادق دوست دیدیئے ہیں اس نعمت کی قدر کرو

(۱۲ بج کر ۳۵ منٹ ختم)

بعد از نماز ظہر

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

پہلے ثاقب صاحب کی نظم ہوئی۔ پھر خطبہ نکاح کے ساتھ نکاح پڑھے گئے۔ ۳ بجے تقریر شروع ہوئی۔

(۱) علم سیکھو۔ علم بڑی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ علم کسی کا بُرا نہیں۔ ہاں بدیوں پر عمل بُرا ہے۔ بعض علم در اصل جہالت ہیں۔ اسلئے وہ جہالت ہونے کے لحاظ سے بُرے ہیں نہ کہ علم ہونے کے رُو سے۔ محض جاننا علم نہیں۔ بلکہ صحیح جاننا علم ہے۔ اور ایسا علم کبھی مضر نہیں ہوتا۔ تمام علوم کا جاننا اور حاصل کرنا ضروری نہیں۔ مگر علم الابدان و علم الادیان نہ ہو تو نقصان پہونچتا ہے۔ علم الابدان کا فائدہ تو اسی دنیا کے چند روز سے وابستہ ہے مگر علم الادیان کا فائدہ نہ صرف دنیا کے لئے ہے۔ بلکہ آخرت کے لئے بھی۔ یعنی ابد الآباد کے واسطے۔ پس علم الدین کا حصول فرض اور موجب نجات ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم میں علم سے مراد علم دین ہے ورنہ تمام مسلمانوں کو حساب تاریخ یا سائنس یا انگریزی سیکھنا فرض ہو گا۔ اور بغیر اس کے دوزخ میں جائینگے۔ یہ بالبداہت باطل ہے۔ پس علم دین کی نسبت حکم ہے۔ کہ اسے سب چھوٹے بڑے سیکھیں۔ انما یخشی من عبادہ العلماء سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے یعنی نجات علم دین سے وابستہ ہے۔ یاد رکھو۔ علم سیکھنے سے یہ مُراد نہیں۔ کہ لکھنا پڑھنا ضرور سیکھو علم سے مراد وہ علم ہے۔ جو اکثر صحابہ کرام کو تھا۔ جو سب عالم تھے۔ مگر سب لکھے پڑھے نہ تھے۔ لکھے پڑھے ہوؤں کی تعداد تو دس سے کم ہی تھی۔ نجات خشیت الٰہی پر موقوف ہے اور خشیت ہی اصل ایمان ہے۔ پس انسان مؤمن نہیں ہو سکتا۔ جب تک علم دین نہ سیکھے۔ ساری دنیا سے لڑائی تم نے محض دین کے لئے کر رکھی ہے۔ افسوس ہو گا۔ اگر علم حاصل نہ کیا۔ کیونکہ اس طرح پر دنیا ہی گئی۔ اور دین بھی گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جو منارے کے اوپر میں لٹک رہا ہو۔ نہ زمین پر ہو۔ نہ مقام عزت پر۔ علم دین پر دیدار الٰہی موقوف ہے۔ کون شخص ہے۔ جو اپنے محبوب کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ (۲) علم دین سے مُراد محض نماز روزہ کا علم نہیں بلکہ ان ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علم بھی ہونا چاہیئے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں جیسے مغز اخروٹ اور اس کا چھلکا۔ آم کا چھلکا اور اس کا رس جیسے کوئی کسی کے حضور صرف چھلکے لے جائے۔ تو وہ اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ ایسے ہی خدا کے حضور میں محض ایسی نماز اور روزے جاتا ہے۔ جو اپنی حقیقت سے خالی ہوں۔ ایسے ہی جو فقراء کہتے ہیں کہ نماز روزہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ان کی حقیقت خدا کے حضور لیجائینگے۔ وہ بھی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ کوئی رس کوئی مغز بغیر چھلکے کے نہیں ہو سکتا۔ (۳) بہرحال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے بھی ہو سکے۔ علم دین سیکھو۔ سُن سُن کر سیکھو۔ یا کتاب پر پڑھ کر۔ جیسے بھی ممکن ہو۔

(۴) تم لوگوں میں اعلان کرتے پھرتے ہو۔

آؤ لوگو! کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

وہ نور خدا خود بھی حاصل کرو۔ اور مت خیال کرو کہ عمر بڑی ہو چکی ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک نیت پر اجر ملتا ہے۔ حصول علم شروع کر دو۔ پھر خواہ ایک گھڑی کے بعد جان نکلے۔ ثواب ملیگا ؛

(۵) خالی یہ کہدینا کہ مرزا صاحب بڑے عظیم الشان مسیح تھے محمد مصطفےٰ خاتم النبیین تھے۔ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شاگرد محض استاد کی تعریف کرتا رہے۔ اور سبق یاد نہ کرے ایسے شاگرد پر استاد بھی ناراض ہوگا۔ اور وہ خود فیل ہو جائیگا محض یہ کہنا کہ تیرنا بڑی اچھی بات ہے۔ طوفان سے گذرنے کے قابل نہیں بنا سکتا۔ پس تری قرآن و حدیث کی تعریف اور آمنا صدقنا کافی نہیں۔ اس کو سیکھنا ضروری ہے تمہارے نہ سیکھنے سے دوسرے بھی ابتلا میں پڑ سکتے ہیں۔ پس سیکھو۔ قبل اس کے کہ تمہارے سیکھنے کا وقت ختم ہو جائے قرآن مجید میں جو خوبیاں جو کمالات ہیں۔ میں ان کو کن الفاظ میں بیان کروں۔ قرآن مجید کو جعلہ لک دعلیک فرمایا۔ پس قرآن سیکھو۔ تو تمہارا بھی بھلا اور دنیا کا بھی بھلا۔ نہ سیکھو۔ تو وہی قرآن تمہاری تباہی کا موجب ہو سکتا ہے رسول اللہ کے اس درد کا اظہار خدا نے ان کلمات میں ظاہر فرمایا :۔ وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورًا۔ دیکھو تم میں سے ایک بھی نہ ہو جسکی نسبت رسول اللہ بروز محشر ان الفاظ میں خدا کے حضور شکایت کریں ؛

(۶) خدا نے تم پر بڑا فضل کیا ہے۔ تمہارے سیکھنے کے سب سامان مہیا کر دئے ہیں۔ اگر تم جان دیکر بھی یہ نعمت خریدتے۔ تو ارزاں تھی۔ مگر اب تو تمہارا کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ پھر یہ موقعہ ہاتھ سے جانے دو پھر قرآن سکھانے والے ایسے رنگ میں سکھلاتے ہیں کہ اس سے لذت آتی ہے۔ اگلے زمانے والے عذر کر سکتے تھے۔ کہ ہمیں قرآن مجید ایسی صورت میں پیش کیا گیا کہ اس سے نفرت ہوتی تھی۔ مگر تم تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے ؛

(۷) دنیا میں خدا تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اس ذریعہ کے سوا کوئی کوشش کرے گا۔ تو ناکام رہیگا اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی معمار عمارت بنائے اسوقت گو سے کام لینا جائز ہے۔ مگر عمارت کی تکمیل کے بعد سیڑھیوں کے رستے ہی سے جانا چاہیئے۔ کوئی دوسری راہ اختیار کریگا۔ تو مجرم ہوگا۔ حضرت اقدس کی مثال یوں ہے کہ ایک گنبد تھا۔ اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ انہوں نے سوراخ کر کے کھول دیا۔ اب اسکے بعد جائز نہیں کہ کوئی نقب لگا کر اندر جائے۔ ایسا شخص تو مجرم ہے۔ پس تمام فیوضات الٰہی حضرت خاتم النبیین اور مسیح موعود کی پیروی میں ہیں قرآن مجید اسی مدرسے کے سند یافتوں سے سیکھنا چاہیئے۔

ہماری جماعت کے اندر جوش تو ہے۔ مگر اس جوش کو صحیح طریق پر چلانا اور اس سے مناسب کام لینا ضروری ہے۔ دیکھو بھائی تو دنیا میں اکثر جگہ موجود ہے۔ مگر اس سے باقاعدہ کام لے کر یورپ والوں نے کیا کیا کرشمے دکھائے۔ اسیطرح تم بھی اپنے جوشوں کو ایک نظام سے استعمال کرو گے۔ تو اس سے بڑا کام نکلیگا۔ اگر ذرا بھی بے پروائی ہوئی۔ تو دنیا کو اور نہیں بھی جلا کر بھسم کر دیگا علم دین کس طرح سیکھا جائے ؛

(۱) جہاں نبی ہو۔ وہی اُم القریٰ ہوتا ہے۔ پس اصل تعلیم تو قادیان ہی میں ملسکتی ہے۔ وہی بستی زندگی پائیگی۔ جو اس اُم القریٰ کی چھاتیوں سے دُودھ پئیگی ؛

(ب) صرف جلسہ پر آنا کافی نہیں۔ اسمیں تو صرف کہا جاتا ہے کہ یہ تعلیم حاصل کرو۔ پھر اس تعلیم پانے کے لئے ہی سال کے دوران میں کئی بار آنا چاہیئے ؛

(ج) یہ مت کہو کہ کتابیں حضرت صاحب کی موجود ہیں کیا قرآن مجید کی موجودگی میں مسلمان نہیں بگڑ گئے۔ پس نفس مزکی سے تعلق کی بھی ضرورت ہے ؛

(د) نفس مزکی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ زبان سے ہی تعلیم دے۔ بلکہ اس میں ایسی برکت رکھی جاتی ہے۔ کہ محض اسکی صحبت سے علم دین حاصل ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ یوں ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص احمدی (چند شرائط کے ساتھ جو میں بتاؤنگا) چند سوالات لے کر آجائے۔ قادیان میں اس نیت سے رہے۔ مجھ سے زبانی نہ پوچھے۔ پھر بھی انشاء اللہ تعالےٰ وہ سوال حل ہو جائینگے۔ یہ ایک نور ہے۔ جو خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے

(۵) بیرونجات میں جہاں جہاں لوگ اس قابل ہیں وہ درس دینے میں سستی نہ کریں ؛

(و) اسباق القرآن جو یہاں سے طیار کئے جا رہے ہیں انکو اپنے اپنے نام منگواؤ ؛

(ز) جتنا علم آپ کو آتا ہے۔ اتنا اپنی بیوی بچوں کو سکھاؤ اسطرح کرنے سے (تجربہ کر کے دیکھ لو) تمہارا علم بڑھ جائیگا

(ح) اگر کوئی نکتہ نیا سوجھے تو اسے دیگر اہل علم کے سامنے پیش کر کے تصدیق کر لو۔ کہ صحیح ہے یا نہیں یہ ایسا نہ ہو کہ ہلاکت کا موجب ہو ؛

(ط) یہ بھی قرآن سیکھنے کا طریق ہے کہ حضرت صاحب کی کتابیں پڑھی جائیں کہ وہ اسی کی تفسیر ہیں۔ اور اپنے اندر خاص برکات رکھتی ہیں ؛

(ی) آپ لوگوں نے اپنا نام روحانی فوجیوں میں لکھایا ہے اسلئے آپ شیطان کے حملہ کی زد میں خصوصیت سے ہیں۔ آپکے لئے جائز نہیں کہ میدان جنگ میں بغیر حربے کے نکلیں وہ حربہ قرآن ہے۔ اسے مضبوط پکڑو ؛

(ک) یہاں کے اخبارات بھی علم دین کے حصول کا ایک ذریعہ ہیں۔ میں اپنے اخبار کو وقف کرتا ہوں۔ اس اعلان کے بعد میں یہ کہنے میں انشراح صدر پاتا ہوں کہ اخبارات کی قدر کرو۔ الفضل۔ فاروق۔ نور۔ ریویو۔ تشحیذ کی اشاعت بڑھاؤ۔ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں ؛

(ل) جسنے ارادہ کیا ہے۔ خدا پورا کرنے والا ہے۔ کہ ہر رمضان شریف میں دس پارے ختم ہوں۔ ابھی سے رمضان میں پہنچنے کی کوشش کرو۔ سات طریقے بتائے ہیں :۔

(۱) قادیان میں بار بار آنا ؛

(۲) باہر درسوں کا اجرا اور انہیں شمولیت ؛

(۳) اسباق القرآن سے فائدہ اٹھانا ؛

(۴) بیوی بچوں کو تعلیم دینا ؛

(۵) حضرت صاحب کی کتابوں کو بار بار پڑھنا ؛

(۶) یہاں کے اخبارات کو خریدنا ؛

(۷) رمضان شریف میں کم از کم ایک قرآن شریف کا سننا ؛

(۵ بجکر ۱۰ منٹ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۸ دسمبر ۱۹۱۷ء

رپورٹ صدر انجمن ترقی اسلام

۱۱ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ ذوالفقار علی خان صاحب کی نظم قاسم علی خان صاحب نے پڑھی۔ پھر ثاقب صاحب کی نظم ہوئی۔

پونے بارہ بجے رپورٹ شروع ہوئی۔ جسکے جستہ جستہ حصے شیخ یعقوب علی صاحب نے سنائے۔ کل آمدنی ایک لاکھ سات ہزار نو سو اٹھانوے روپے ہوئی گذشتہ سال سے سولہ ہزار پانسو چودہ روپے ۱۱ر ۴ پائی زیادہ ہوئی۔ خرچ ایک لاکھ ۱۱ ہزار چھ سو ۹۹ روپے یعنی گذشتہ سال سے ۱۴ ہزار ایک سو اٹھانوے روپیہ کا اضافہ ہوا۔

فضل سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے تعلیم یافتہ لنڈن و ماریشس میں کامیاب تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور یہاں بھی اسی مدرسے کے تعلیم یافتہ اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر رہ کر سے اپنے اپنے کام کر رہے ہیں۔

۱۹۔ اساتذہ ہیں۔ ۵ ستمبر ۱۹۱۷ء کو تعداد طلباء ۴۳۶ ہے۔ باوجود مخالفت شدیدہ قابل قدر ہے گذشتہ چار سال سے نتائج امتحان بہت اچھے نکل رہے ہیں ۱۹۱۳ء میں ۲۵ پاس ہوئے۔ امسال ۴۶ مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس بھی کھولی گئی ہے۔

مقبرہ بہشتی میں ۱۱۳ دفنیں ہوئیں۔ ۱۶ بزرگ اس مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ۸ کنال اراضی کا اضافہ ہوا۔

بیت المال۔ لنگر خانہ میں آمد ۱۶۵۷۷ روپے ۱۲ر ۱۰ پائی خرچ ۱۹۴۴۷ روپے ہے۔ اس سال ۹۲۴۱۰ مہمانوں کو کھانا دیا گیا۔ ۵۶ مستقل کھانا کھاتے ہیں۔

شفاخانہ ۱۸۲۵۱ مریض زیر علاج تھے۔ اوسط روزانہ پچاس رہی۔

صیغہ اشاعت اسلام۔ انگریزی میں رسالہ احمدی سوائح احمدی۔ تحفۃ الملوک ایک ایک ہزار چھپوائی گئی۔

دوسرا حصہ شاخہائے انجمن کے متعلق ۱۸۴ انجمنیں ہیں۔

وہ انجمنیں جن کا چندہ دو ہزار سے اوپر ہے۔ ۱۔ قادیان ۲۔ سیالکوٹ ۳۔ لاہور

وہ انجمنیں جن کا چندہ ایک ہزار سے اوپر ہے۔ ۱۔ گوجرانوالہ ۲۔ فیروز پور ۳۔ حیدرآباد دکن

وہ انجمنیں جن کا چندہ ۵۰۰ سے زائد ہے۔ ۱۔ گوجرانوالہ ۲۔ مردان ۳۔ شملہ ۴۔ لائل پور ۵۔ منصوری ۶۔ امرتسر ۷۔ پشاور ۸۔ بنوں ۹۔ راولپنڈی

کل چندہ ۱۳۱۱۴ روپیہ انجمنوں کے ذریعہ داخل ہوا

ترقی اسلام

اصل آمد حسب چندہ مقررہ ۱۵ ہزار ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تحریکوں سے جو دوران سال میں ہوئیں۔ ۱۶ ہزار جمع ہوا کل ۳۱ ہزار۔ جنمیں سے ولایت فنڈ تحریک شملہ میں ۱۲ ہزار ۷ سو ۳۷ روپے وصول ہوئے۔ اخراجات ترقی اسلام ایک ہزار ماہوار ملاذمین کی تنخواہ ہے وظائف کا خرچ بارہ سو۔ کل خرچ اٹھارہ ہزار ہے گویا اصل آمد میں ۳ ہزار کی کمی ہے۔ اس کا خیال کرنا چاہیئے کیونکہ ملازمین کی تنخواہیں بڑھی ہوئی ہیں۔ انگلستان میں ہمارے دو مشنری ہیں۔ ۱۴ ہزار آمد ہوئی۔ خرچ ایک ہزار ماہوار۔ احمدیوں کی تعداد ولایت میں کل ۴۰ ہے۔

ماریشس میں دو مبلغ ہیں۔ سفر خرچ ایک مبلغ اور صوفی صاحب کے اہل و عیال کا اڑھائی ہزار ہوا۔

آسٹریلیا میں صوفی حسن موسیٰ خان صاحب آنریری تبلیغ کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

سیلون میں ہماری طرف سے مولوی ابراہیم صاحب ہیں۔ وہاں پچاس احمدی ہیں۔ پورٹ بلیر میں ماسٹر عبدالرحمن صاحب وقت کے اوقات میں کام کرتے ہیں۔ دس احمدی وہاں ہیں۔

ہندوستان میں دو ہزار نو احمدی ہوئے۔ ولایت میں ۳۸ (بیعت خلافت کرنیوالے ۹۸) فالحمد للہ علی ذلک۔

آسٹریلیا میں ۹۔ مغربی افریقہ میں چار سو

اس کے بعد چندہ شروع ہوا

(۱۲½ بجے ختم ہوا)

دوسرا اجلاس ۲

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

پونے دو بجے حضرت صاحب تشریف لائے۔ پونے تین بجے نماز ختم ہوئی۔ پھر کچھ چندہ ہوتا رہا۔ اور چند نکاح پڑھے گئے۔

پونے چار بجے تقریر شروع ہوئی۔

(۱) جب تحریک کی تھی کہ چند نفوس اپنی زندگیاں قربان کریں اسوقت تیس آدمیوں کی درخواستیں آچکی ہیں۔ جو معقول آمد رکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کہ انہیں دنیا کے خواہ کسی کونے میں تبلیغ کے لئے بھیجدیا جاوے۔ وہ ذرہ بھر بھی جماعت پر بوجھ ڈالنے کے بغیر وہاں اپنے خرچ پر پہنچ جائینگے۔ اور اپنے خرچ پر رہینگے۔ ابھی اور آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اسلئے جماعت احمدیہ میں اس اعلان کو دہراتا ہوں کہ استخارہ کر کے جو جو اپنے اندر توفیق پائیں وہ نام لکھائیں

(۲) میں مضمون بیان کرتا ہوں۔ رؤیا کشوف الہامات کی حقیقت پر۔

(۱) رؤیا و الہام کے مسئلہ کا اثر تمام مذاہب عالم پر پڑتا ہے۔ اسکی تعریف یہ ہے کہ حواس باطنی کے ذریعہ سے کوئی چیز دکھائی جائے یا کلمات میں ڈالے جائیں یا زبان پر جاری کئے جائیں۔ اسمیں چار گروہ ہیں۔ (۱) وہ جو کہتے ہیں محض تخیلات ہیں۔ ایک قسم کی بیماری ہے۔ (۲) یہ بیماری نہیں۔ بلکہ کسبی علم ہے (سپر چوئیلسٹ) (۳) رؤیا رکشف۔ وحی۔ خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ مگر ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہلدی کی گانٹھ رکھ کر پساری بن بیٹھے۔ (۴) الہام و وحی کے لئے ایسی قیود مقرر کرتے ہیں کہ اگر وہ صحیح ثابت ہو جائیں۔ تو پھر کسی نبی کی نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔

پہلے گروہ کی اپنے دعوے پر یہ دلیلیں ہیں۔ ہر انسان جب سوتا ہے۔ تو گہری نیند میں اسے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ جو کبھی یاد رہتے ہیں کبھی نہیں۔ خواب کھیلے قوت ارادی کا دماغ سے قبضہ ہٹ جانا۔ یہ ایک طبعی بات ہے ورنہ اگر خدا کی طرف سے ہوتے۔ تو حالات کے تغیر سے اب تغیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہو جایا کرتے۔ اور حیوانوں کو خواب آتے۔ اندھے اور اندھے کو کبھی یہ خواب نہیں آتا کہ میں نے فلاں چیز دیکھی۔ پھر خواب دیکھا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے۔ کیونکہ بعض خاص حالات پیدا کرنے سے خاص قسم کے خواب آجاتے ہیں ؛

مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ ہم کب کہتے ہیں کہ بناوٹ سے خواب نہیں آتے۔ خواب آتے ہیں۔ اور ایسا ثابت کرنے سے قرآن کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہیں۔ پس اگر کوئی دعوے کرے کہ مجھے یہ خواب آگیا ہے۔ اسلئے مان لو۔ کیونکہ سب خواب خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ تو ہم اسے کہیں گے۔ کہ نہیں خواب بناوٹی اور حدیث النفس کی قسم سے بھی ہوتے ہیں۔ جو ماننے کے قابل نہیں ہوتے ؛

(ب) اندھوں والی بات قابل غور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سچے خواب میں ایسی قدرت نمائی کی بات ہوتی ہے جو انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ پس جب ایسی بات پائی جائے۔ تو خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو گیا ضروری نہیں کہ اندھوں کو نور دکھایا بھی جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواب اپنے لئے نہیں دکھائی جاتی بلکہ سمجھانے کے لئے۔ اب اگر اندھے کو سرخ رنگ دکھایا جائے تو وہ کیا سمجھیگا۔ اسے تو آنکھوں سے کام لینے کی عادت ہی نہیں ؛

(د) انہوں نے اپنے تجربے سے ثابت کیا ہے کہ حدیث النفس زیادہ تر عورتوں کو ہوتی ہے۔ اور جوانی میں۔ مگر خدا کے مامور ہمیشہ مرد ہوئے۔ اور چالیس سال کے بعد سلسلہ وحی شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ۵۵ سال کے بعد یہ سلسلہ قریباً بند ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نبی کو ہم نے دیکھا۔ کہ ۵۵ سال کے بعد کئی وحیاں روزانہ ہوتیں۔ دیکھو بدر

اور بھی اعتراضات ہیں (۱) بعض لوگوں کو خواب ہمیشہ منحوس ہی آتے ہیں۔ اور وہ پوری بھی ہوتی ہیں۔ بعض کو ہمیشہ نیک۔ اس کا ایک جواب یہ ہے۔ کلا نمد هؤلاء وهؤلاء۔ دوم بعض طبائع سزا سے درست ہوتی ہیں۔ بعض انعام سے۔ پس خدا ہر طبع کے موافق معاملہ کرتا ہے ؛

(۲) خواب بھول کیوں جاتا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ہوتا ہے خواب یہ ہے۔ کہ بھلانے میں حکمت ہوتی ہے۔ مثلاً لیلۃ القدر کی تاریخ بھول گئی تو یہ بتایا ہے کہ مسلمان اتحاد و اتفاق سے کام کرینگے۔ تو جتنے وقت میں کام ہو سکیگا۔ لڑائی اور اختلاف کی صورت میں دس گنا محنت کرنی پڑیگی۔ (ب) ہوشیار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بتانا بھی نہیں۔ اور مقصود حاصل ہو جاتا ہے ؛

رؤیا و الہام کو کسبی علم کہنے والوں کا جواب

(۱) کسبی علم کے ماہر تو نظارے دیکھنے والوں کو اکثر شیطانی نظارے ہوتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر مذہب والا اپنے عقیدہ کے مطابق دیکھتا ہے۔ تمام راستبازوں کے وحی و الہام اصولاً ایک ہوتے ہیں۔ مگر اس گروہ کے مکاشفات ایک دوسرے سے مختلف اور غلط ہوتے ہیں۔ (۲) اسے رؤیا اکثر ڈراونی ہوتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطانی خواب ہوتے ہیں۔ (۳) یہ سوال کہ کبھی کبھی کیوں ایسے الہامات پورے ہو جاتے ہیں۔ ان کے خواب ہمیشہ ایسے ہوتے ہیں۔ جو آثار ظاہر ہونے کے بعد آتے ہیں۔ مگر انبیاء کے خواب اکثر ایسے وقت کے ہوتے ہیں کہ آثار بھی موجود نہیں ہوتے۔ قرآن میں ہر سونے نکالے جانے کی خبر ہے۔ کیا اسوقت اسکے آثار موجود تھے؟ ہرگز نہیں۔ (دیکھو سورۃ الرحمٰن) جیسے لؤلؤ اور مرجان سے بحیرہ قلزم و بحر احمر کی خبر دیدی۔ اور بڑے بڑے جہازات کے چلنے کی خبر دی۔ (ب) ان کی خوابیں ہمیشہ مفرد ہوتی ہیں۔ مگر انبیاء کی خوابیں مرکب ہوتی ہیں مثلاً لڑکا ہو جانا مفرد بات ہے۔ مگر یہ پیشگوئی کہ اس طیہ کا اس نشان کا لڑکا پیدا ہوگا مرکب ہے۔ جیسے عبداحی مرحوم کی خبر ؛

ہماری تحقیق رؤیا کے متعلق

رؤیا تین قسم کی ہے۔ (۱) نفسانی۔ (۲) شیطانی (۳) رحمانی۔ اور ایک جو از خود گھڑ لی جائے۔ خدا نے سوائے رحمانی کے سب قسم کی رؤیا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تردید کی ہے۔ اور فرمایا۔ ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی۔ اور علمہ شدید القوی میں بتایا کہ شیطانی نہیں۔ رحمانی ہے۔ بناوٹی رؤیا کس طرح پہچانی جا سکتی ہے۔ لو تقول علینا کے معیار سے ؛

حدیث النفس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں مضبوطی نہیں ہوتی۔ روشنی اور صفائی نہیں ہوتی۔ اس کی خواہشات کو بڑا دخل ہوتا ہے ؛

شیطانی خواب کی پہچان یہ ہے۔ کہ اس کا نقشہ واضح نہیں ہوتا ایسی تیزی ہوتی ہے۔ جو قلب پر اثر نہیں کرتی۔ ایسی نیک بات کی تحریک ہوتی ہے۔ جس سے بڑی نیکی جاتی رہتی ہے ؛

رحمانی خواب کئی قسم کے ہوتے ہیں (سات درجے)

(۱) عطا کی خواب۔ اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں ؛

(۲) ابتلاء کی خواب۔ یہ آزمایش کے لئے آتی ہے ؛

(۳) جبیری خواب۔ جیسے کسی کو ٹھوکا ڈال دیتے ہیں ؛

(۴) دلداری کی خواب۔ دکھے دل پر مرہم رکھنے کے لئے

(۵) تحریضی خواب۔ تا بڑے بڑے مدارج کے لئے اکسایا جائے ؛

(۶) تبشیری۔ جس مومن پر خدا کا فضل ہونے والا ہوتا ہے اسے درجے سے مالوس کرنے کے لئے بعض بشارتیں دیجاتی ہیں

(۷) مکالمہ خاص۔ ایسے لوگوں کے لئے جن پر گمراہی کا دروازہ بالکل ہر پہلو سے بند ہو جاتا ہے ؛ سے ایک مکالمہ غیر مامورں سے ہوتا ہے۔ ایک مامور سے جسمیں بلحاظ کیفیت و کمیت کے فرق ہوتا ہے ؛

پہلی قسم کی رؤیا اسلئے ہوتی ہے تا نبیوں پر بدظنی نہ کی جائے۔ دوم۔ ایسی رؤیا صادق کی تائید کے لئے آتی ہیں۔ شیطانی خواب کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اس کی تائید کے لئے تائیدی خواب نہیں آتے ؛

(۲) ابتلائی خواب اسکے نفس کی اندرونی حالت دکھانے کے لئے دکھائے جاتے ہیں تا وہ اصلاح کرلے۔ جب ایسے الہامات کے ساتھ خدا کا فعل شہادت نہ دے۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ کوئی اور مخاطب ہے ؛

(۳) جبیری الہام ایسا ہے۔ جب کسی کی شدت خواہش دیکھ کر خدا نزول الہامات صادقہ کے وقت کوئی القاء اسے بھی کرا دیتا ہے ؛

دلداری۔ یہ ایسے شخص کی خواہش کو پورا کیا جاتا ہے جسمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی کا حصہ بھی ہوتا ہے۔ کُتّے کی طرح بدنفس نہیں ہوتا ؛
(۵) تحریضی۔ یہ خدا کا فضل ہوتا ہے۔ تا ایسا شخص دوسرے مدارج کے حصول کی اہلیت پیدا کرے ؛
(۶) تبشیری۔ اسکی تشریح ہو چکی ہے۔ اگلے مقام کا عادی بنانے کے لئے رفتہ رفتہ اس کا کچھ حصہ قبل از وصول دیا جاتا ہے ؛
(۷) مکالمہ خاص۔ تشریح ہو چکی ؛

رؤیاء صادقہ اور مکالمہ خاص کے پہچاننے کا کیا ذرائع ہیں ؟

(۱) کبھی کوئی خلاف شریعت بات نہیں ہوتی۔ (۲) قدرت خداوندی کی بات اس میں ضرور ہوتی ہے۔ (۳) اس کے اندر کوئی نئے علوم سکھائے جائیں ؛
(۴) رؤیا کی تائید میں دوسرے کو بھی وہی رؤیا دکھائی جاتی ہے۔ جیسے میری خلافت کے لئے ہندو۔ غیر احمدی۔ بیغامی احمدی سب نے خواب دیکھے ؛
(۵) رؤیائے صادقہ سے نیکی میں ترقی ہوتی ہے ؛
(۶) رؤیائے صادقہ اکثر مثالی زبان میں آتی ہے تا ظاہر ہو کہ یہ حدیث النفس نہیں نہ بناوٹ ہے ؛

ماموروں کی الہامات کی شناخت

(۱) اقتداری غیب دیا جاتا ہے۔ (۲) کثرت سے غیب دیا جاتا ہے (۳) وسیع للاثر ہوتا ہے۔ (۴) خدا کی قدرت و اعجاز نمائیاں اس میں ہوتی ہیں۔ (۵) اس الہام سے خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ (۵) ایسے ملہم کو رعب دیا جاتا ہے ؛
(۶) ماموروں سے بزدلی کو بالکل دور کر دیا جاتا ہے ؛
(۷) علوم قرآنی خارق عادت طور پر دئے جاتے ہیں اتنی عربی ... کہ قرآن و حدیث کا صحیح ترجمہ کر سکے ؛
(۸) زندگی پاک ہو۔ (۹) کلام میں خدا کے فضل و احسان کے وعدے کثرت سے ہوتے ہیں۔ (۱۰) ہر مامور کی طرف لوگوں کی توجہ فطرتاً ہوتی ہے۔ خواہ مخالفت کی ہو۔ خواہ موافقت کی ؛

مامور کی پیشگوئیاں از قسم متشابہات بھی ہوتی ہیں جنکے معنے بعض وقت ابتداء میں مامور بھی نہیں سمجھتا۔ پھر بتغیر حالات بدل جاتی ہیں۔ یونس کی قوم سے عذاب ٹلنا کی پیشگوئیوں میں اس قسم کی شرط بھی ہوتی ہے کہ بعجز و دعا بچائے جائینگے۔ دشمن ہلاک ہونگے ؛ ۸ بجے رات ختم پھر نماز مغرب و عشا ہوئی ؛

۲۹ر دسمبر ۱۹۱۷ء

احباب جانے شروع ہوئے۔ مسجد اقصےٰ میں کچھ پنجابی تقریریں ہوئیں ؛

تعداد مہمانان

پچھلے سال ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو جب جلسہ میں جتنے آدمی شامل ہونیوالے تھے شامل ہو چکے۔ تو خوراک کی پرچیوں کو مینے باحتیاط گنوایا دارالعلوم میں ۲۲۰۰ اور قصبہ میں ۲۳۰۰ مہمان پائے گئے۔ اس سال کے جلسہ میں ۲۷ر دسمبر کو شام کے وقت بدستور سابق حساب کرایا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ قریہ میں ۲۵۰۰ مہمان ہیں۔ اور دارالعلوم میں ۳۲۰۰۔ کل تعداد ۵۷۰۰ ثابت ہوئی۔ یعنی پچھلے سال سے ایکہزار خدا کے فضل و رحم سے زیادہ آیا۔ حالانکہ بہت سی ایسی رکاوٹیں تھیں۔ جنکی وجہ سے اگر مہمان کم آتے۔ تو کچھ تعجب نہ تھا۔ کرایہ ریل بجائے نصف ہونے کے پہلے سے بڑھ چکا ہے۔ اشیاء کی گرانی از حد ہے۔ جس سے غریب آدمی (جو اس سلسلہ میں زیادہ ہیں) تو اپنا خرچ خانگی بھی نہیں چلا سکتے۔ چہ جائیکہ ایسے سفروں کے لئے کوئی رقم پس انداز کر سکیں۔ لیکن تاہم یاتون من کل فج عمیق پیشگوئی جو ہر سال قادیان میں ارض حرم کا نظارہ دکھاتی ہے۔ پچھلے سال سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک ؛

بیغامیوں کا جلسہ

بیغام والے اپنے جلسہ کی رونق بڑھانے کے لئے عجیب عجیب دجل آمیز کارروائیوں سے کام لیتے ہیں۔ ایک سال تو یہ اشتہار دیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب ولایت سے آتے ہیں۔ وہ سلسلہ کے اسباب اختلاف پر بے نظیر لکچر دینگے سب احباب سنیں۔ مگر نا کام رہے۔ دوسرے سال اس بڑھاپے میں مولوی محمد احسن صاحب کے عزل کا سین پبلک کو دکھانے کا نوٹس دیا۔ پھر بھی کوئی نہ گیا اس دفعہ یہ دیکھ کر کہ آریوں کے جلسوں میں اس لئے رونق ہو جاتی ہے۔ کہ وہ سوال و جواب کے لئے وقت رکھتے ہیں۔ اشتہار دیا کہ تمام مذاہب کے متعلق تقریریں ہونگی اور سوال و جواب کا موقعہ دیا جائیگا۔ مگر لوگوں کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ اپنے آقا اور محسن کے پاک گھرانے کے غداروں کو اس قابل سمجھیں کہ ان سے سوال و جواب کریں نہ آئے۔ نہ آریوں نے پرواہ کی نہ غیر احمدیوں نے۔ بلکہ ان کے اپنے ہمخیال بھی نہ آئے۔ چنانچہ مدیر پیغام کو یہ رونا رونا پڑا کہ آدمی نہ آئے۔ اور محمد علی نے بھی سر محفل سر پیٹ لیا کہ ہائے ہماری کوئی نہیں سنتا۔ اور یہ نوحہ اس مطرود الجماعت کا بجا ہے۔ کہ ۳۵ آدمی بیرونی مہمان بمشکل ہوئے اور ادھر خدا کے فضل سے چھ ہزار۔ موتوا بغیظکم

مستورات کا جلسہ

اس دفعہ خواتین کے الگ جلسہ کا اہتمام تھا۔ پروگرام بھی شائع ہوا جسمیں کوئی دس بیبیوں کے مضمون پڑھے جانیوالے تھے حضرت خلیفۃ المسیح کی دو تقریریں ہوئیں۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے وعظ کیا۔ جسپر خوب چندہ ہوا اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب نے دو گھنٹہ تک تقریر کی جو بہت موثر ہوئی ؛

انتظام

جیسا تھا۔ ۶ ہزار احمدیوں نے بچشم خود دیکھا۔ اس دفعہ تمام والنٹیروں کے بازوؤں پر سرخ دھاری والے بلّے تھے۔ جس سے وہ فوراً پہچانے جاتے تھے۔ باوجودیکہ چھ ہزار آدمی کے کھانے کا انتظام تھا۔ مگر ۹ بجے سے پہلے کھانے سے انہیں فارغ کر دیا جاتا تھا۔ صاحبزادگان والا تبار کی ان تھک کوششیں ہمارے لئے اسوہ حسنہ و قابل شکریہ ہیں۔ صفائی کا انتظام تو ایسا اعلیٰ تھا کہ چھ روز تک اڈے سے لیکر قادیان کے دوسرے سرے تک ایک تنکا نظر نہ آتا تھا۔ میر اسد علی شاہ صاحب کی نگرانی قابل داد ہے۔ مہمان ۲۲ر دسمبر سے آنے شروع ہوئے۔ اور ۴ر جنوری تک دو ہفتے گہما گہمی رہی

فالحمد للہ علی ذلک (اکمل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قاضی لم یبق صاحب کے بڑے بھائی کا انتقال

آہ! ابھی جمعہ جمعہ آٹھ روز نہیں گزرے کہ میں نے اپنے عنایت فرما قاضی لم یبق صاحب کے بڑے بھائی کو مرتجیری اشتہارات کا ایک پولندہ اٹھائے دیکھا جو وہ اپنے برادر خورد منکوت بابو کے سپرد کر رہے تھے کہ اسے مرزائیوں میں آتشبازی کے چکر کی طرح گھوم کر تقسیم کیا جائے تاکہ آئندہ سال ہم اپنی سبھا میں اعلان کر سکیں کہ اس فرقہ ضالہ کے مضار کو روکنے کے لئے کیا کیا کارروائیاں کیں۔ یا آج طلوع آفتاب سے پہلے یہ خبر وحشت انگیز سنتا ہوں کہ قاضی لم یبق صاحب کے بڑے بھائی انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ جوانی تو میں نہیں کہہ سکتا یہ ادھیڑپن اور انتقال بکار کنان محکمہ انتقال بھی کیسے زبردست ہیں کسی کا لحاظ نہیں کرتے عرض نہیں سنتے جو کام ہوتا ہے اسے کر ہی گزرتے ہیں۔ آہ! اب اس مجلس کے مسائل صدارت کو کس کے وسیلے سے حل کرائینگے ہم تو سنتے تھے۔ کہ ایک اخبار بھی شائع ہونیوالا ہے جو اس مجلس کے مقاصد کو تقویت دیگا۔ اور یہاں اس مجلس کا بانی ہی انتقال فرماتا ہے دل میں ایک درد ہے رہ رہ کر ٹیس اٹھتی ہے کلیجہ مسوسا جا رہا ہے کہ سوچا تھا کیا اور ہو گیا کیا۔ قریب تھا کہ ایک مرثیہ لکھدوں۔ مگر طبیعت کو روکتا ہوں ؎

قاضی لم یبق کا بھتا ٭ آہ کہ جلدی چل بسا
کس سے کہوں یہ ماجرا ٭ عیش رہا و غم فزا

حسن نظامی مباہلہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں

ناظرین فاروق کو معلوم ہے کہ حسن نظامی نے ایک نہایت گستاخانہ تحریر سے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر کو مباہلہ کا چیلنج دیا جسے حضور نے منظور فرما لیا اور اسلئے کہ مباہلہ مؤثر و وسیع اور مطابق کتاب و سنت ہو چند شرائط پیش کیں جو پچھلے فاروق میں دی جا چکی ہیں حسن نظامی نے کمال چالاکی سے روزانہ اخباروں میں چھپوا دیا۔ کہ مجھے تیرہ کی تیرہ شرطیں منظور ہیں مگر اپنے اصل مضمون میں جو خطیب میں شائع ہوا ہے بعض اہم شرائط کے تسلیم کرنے سے گریز کر کے گویا تیرہ کی تیرہ شرائط نامنظور کر دی ہیں اور یوں مباہلہ کو اپنے سر سے ٹالنا چاہتے ہیں مگر خود کردہ را علاجے نیست۔ یہ زہر کا پیالہ تو اسے پینا پڑے گا آخر خدا کے شیروں سے برسر پیکار ہونیکا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔

ایک طرف تو دعوے ہے کہ میں سات کروڑ مسلمانوں کا قائمقام ہوں دوسری طرف یہ بے بسی ہے کہ ہزار آدمی ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے لاہور نہیں لا سکتا حالانکہ اتنی تعداد مباہلہ کا اثر تمام ہندوستان بلکہ اکناف عالم میں محسوس کرانے کے لئے ضروری ہے پھر ایک طرف تو یہ فخر کیا جاتا ہے کہ کئی لاکھ اور نواب میرے مرید ہیں دوسری طرف انہیں مریدین میں ایسا بے غیرت ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ چند روز کے لئے پانچ ہزار روپیہ بھی جمع نہیں کرا سکتے جو محض اس ضمانت کے لئے جمع کرایا جاتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب مع رفقاء مباہلہ میں نہ آئیں تو ہمارے حرجانہ سفر کا کچھ حصہ ادا ہو سکے کیونکہ حضرت فضل عمر جب لاہور تشریف لے جائینگے تو علاوہ ہزار مباہلین کے لامحالہ کئی سو احمدی اور بھی جمع ہو جائینگے اور یہ جمع پندرہ بیس ہزار کا ہے اب خواجہ حسن نظامی اگر نہ آئے تو کچھ حرجانہ ملنا چاہئے جیسا کہ ہم پہلے نہ آنے کی صورت میں دینے کو تیار ہیں۔

تیسرے یہ ایک نئی شرط بڑھا دی ہے کہ تمہارے سربرآوردہ لوگ لکھدیں کہ اگر مباہلہ کا اثر احمدی جماعت کے مباہلین پر ہوا تو وہ سلسلہ احمدیہ سے تائب ہو جائینگے اس کا جواب یہ ہے کہ نہ صرف چند سربرآوردہ جن کے نام حسن نظامی نے دیئے ہیں۔ بلکہ ہزار کے ہزار مباہلہ کرنے والے ایسی تحریر لکھدینگے مگر اسکے مقابل تمہارے ہزار مباہلہ کرنے والے اور رہے اور نواب جو آپکے مرید ہیں۔ وہ بھی لکھدیں کہ مباہلہ کا اثر آپکے فریق پر ظاہر ہونے کی صورت میں سب کے سب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جائینگے۔ بلکہ وہ گدی نشین علی پوری اور گولڑوی اور اجمیری جنکا قائمقام اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہو (کیونکہ یقیناً وہ سات کروڑ مسلمانوں میں شامل ہیں) بھی لکھدیں کہ ہم اس صورت میں حضرت فضل عمر کی بیعت کر لینگے اور آپکی حیثیت صرف ایک ناول نویس اور کتب فروش کی ہے تو اہل عیال کیساتھ آکر قادیان میں مباہلہ کر لو۔ کرایہ بھی ملیگا دیکھیں اب حسن نظامی صاحب کیا عذر تراشتے ہیں

احمدی جنتری ۱۹۱۸ء

خدا جزائے خیر دے برادرم محمد یمین صاحب تاجر کتب قادیان کو کہ انہوں نے احمدی جنتری نہایت دلچسپ و کارآمد تیار کر کے چھپوائی ہے اسمیں نہ صرف تاریخیں ہیں بلکہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق کامل واقفیت بہم پہنچائی ہے اور قادیان میں جس قدر دینی کارخانے ہیں احمدی علماء ہیں سب کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے ہر احمدی کے پاس ایک نسخہ ہونا چاہئے قیمت ۱ محصول ڈاک ۱ کل ۲ کا ٹکٹ

۱؎ اس بزرگوار کا قصہ طویل اور فرصت قلیل ہے آپ چھٹی جماعت سے پڑھنا چھوڑ بیٹھے اور بہت جلد اس موروثی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ علامہ زمن ہوں جب سنا کہ لم یبق کہنے پر اعتراض ہے تو فرمانے لگے وہ ذو مشکوت (مشکوۃ المصابیح) دیکھیں اسمیں یہ حدیث ہے اور بہائی صاحب نے لم یبق نہیں فرمایا تھا لم یبق فرمایا تھا خوب ایک نہ شد دو شد اچھا حضرت لم یبق ہی سہی ناظرین فاروق کے پچھلے پرچوں میں اصلاح کر لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاوند کے نکاح ثانی پر اظہار مسرت

"یہ مضمون ایک قادیان کی تربیت یافتہ لڑکی کا ہے جس نے اپنے خاوند کے نکاح ثانی پر اپنے کیفیات قلبی کو ظاہر کیا ہے۔" (ایڈیٹر)

بہنو! اسلمہ اللہ تعالےٰ ایک بات پیش کرتی ہوں آپ سب کو معلوم ہو گیا ہوگا ۲۷ دسمبر ۱۷ء بوقت ۸ بجے شام سے جناب رحیم بخش صاحب ایم اے کا نکاح ثانی ہوا جو اس عاجزہ کے مہماں ہیں۔ اس نکاح کی جس قدر انکو خوشی ہوئی ہے اسی قدر مجھکو ہوئی ہے میں خدا کی قسم کھا کر عرض کرتی ہوں مجھکو بالکل رنج نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا یہ حکم ہے اسکے حکموں پر رنج کرنا یا کسی کی خوشی پر آپ اپنی جان کو ہلاک کرنا سراسر ہماری غلطی ہے اللہ تعالےٰ ان کو عدل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ جیسے کہ ہمارے پیارے خدا کے برگزیدہ نبی کریم صلعم عدل کرتے تھے ہم دونوں کو ایسی ہی کرے جیسی کہ نبی کریم صلعم کی بیویاں تھیں میری صرف یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی ہمیشہ فرمانبرداری کرتی رہوں۔ بہنو! دنیا سے الفت بالکل نہیں کرنی چاہیئے دین کو دنیا پر مقدم ہی رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا سے الفت کرنی بالکل نا سمجھی ہے اور ہر ایک معاملہ میں صبر و استقلال سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ انسان کا نفس ہے۔ جو ظلم کرتا ہے اور خود ہی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے ان کی عاقبت کا فکر کرنا چاہیئے۔ پس میں پھر کہتی ہوں کہ مجھکو اس معاملہ کا کوئی خیال نہیں کوئی فکر نہیں بلکہ مجھکو اپنی عاقبت کا فکر ہے کہ اے خدا تیرے دین پر ہمیشہ ثابت قدم رہوں مجھکو ایسی سمجھ دے کہ میں اپنے ہر ایک بزرگ کی اطاعت کروں کیونکہ جو اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں سرگرم ہوتا ہے وہ بالکل ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ اس کا ناصر ہو جاتا ہے۔ بہنو! مجھکو ان باتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس سنو! ضرورت یہ تھی کہ جیسا میں نے دل میں خیال باندھ لیا ہے اس موقعہ پر کوئی رنج نہیں ہوا بلکہ خوش ہوں جو بیبیاں خواہ مخواہ دکھ اور جلاپا سہیڑ لیتی ہیں غلطی کرتی ہیں پس اگر میری اور کسی بہن کو ایسا معاملہ پیش آئے تو وہ بھی ایسے ہی صبر و استقلال سے کام لے جیسا کہ مجھکو میرے خدا نے استقلال دیا ہے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کرتی ہوں کہ خدایا میری محبت دنیا فانی سے بالکل کم ہو جائے دین میں غرق ہو جاؤں مجھ پر میرے خدا کا بڑا احسان ہے اللہ تعالےٰ مجھکو اپنی فرمانبرداری میں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں میری بہنو! میرے لئے دعا کرو خدا مجھکو اس سے بھی زیادہ ہمت اور حوصلہ عطا کرے دین کی لونڈی بنجاؤں دنیا سے بیزار ہو جاؤں۔ اس کم سن لڑکی کو مضمون لکھنے کی کوئی لیاقت نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ عطا کرے آمین جس بہن کی نظر سے یہ ناچیز الفاظ گزریں وہ ضرور اس کی فلاح بہبود کے لئے دعا کرے اے خدا ہم سبکو اپنی فرمانبرداری کرنے کی اور صبر و استقلال کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین والسلام دعاگو سائرہ خاتون بنت محمد اسمٰعیل جلد ساز از مالیر کوٹلہ

حضرت مسیح موعودؑ کا تازہ نشان

میرا نام لچھمن سنگھ ولد مولا قوم جٹ مذہب ہندو موضع ننگل بوٹر تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کا ہوں اور ہر ایک صاحب کے گوش گذار کرتا ہوں کہ میری شادی عرصہ پندرہ سولہ سال سے ہوئی ہے اور میری شادی کے ایک سال بعد میری عورت مسماۃ سنتی حاملہ ہوئی اور سات ماہ سے لڑکی تولد ہوئی اور فوت ہو گئی اسکے بعد قریباً بارہ سال تک حمل نہ ہوا ہم بالکل ناامید ہو گئے اور ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء میں اپنے خانگی کام بٹالہ میں آیا اسی روز اپنے گاؤں کو واپس آ رہا تھا تو راستہ میں ایک بڑا ہجوم خلقت کا برائے جلسہ قادیان کو جا رہا تھا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ ہر سال کیا غریب اور کیا امیر اور کوئی پیدل اور کوئی سوار موسم سردی میں صدہا قسم کی تکلیف اٹھا کر آتے ہیں ضرور قادیان والے مرزا صاحب کچھ ہیں یہ خیال کر کے خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے سفر میں ہی دل میں دعا کی کہ اے سچے پرمیشر تو شکتی مان ہے تیرا یہ مرزا صاحب سچا ہے تو میری مراد یعنے میرے گھر جو میری عورت بانجھ کی طرح ہے بچہ پیدا ہو تو میں ان کے مسافروں کو جو جلسہ کے ایام میں گزرینگے سب کو رس پلاؤنگا اسی خیال میں میں اپنے گاؤں میں آ گیا اور یہ بات کسی پر ظاہر نہ کی حتیٰ کہ اپنی عورت سے بھی ذکر نہ کیا خدا کی قدرت عرصہ تین ماہ کا گذرا تو میری عورت مسماۃ سنتی نے کہا کہ مجھے تو حیض آنا بند ہو گیا ہے شائد حمل ہو گیا ہے مجھے اسوقت اس دعا کا خیال آ گیا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جلسہ کے ایام میں میں نے یہ منت مانی تھی جس کا اوپر ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب سچے ہیں جس کی برکت سے یہ امید بر آئی ہے میری عورت نے انکار کیا کہ مرزا کچھ خدا ہی وہ کیا کر سکتا ہے اور کسی قدر سخت الفاظ بھی منہ سے کہے میں خاموش ہو گیا خدا کی قدرت تھوڑے عرصہ کے بعد اسقاط حمل یعنے حمل گر گیا پھر مہینے اپنی عورت مسماۃ سنتی کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ یہ تمہارے بدظنی اور بداعتقادی کا نتیجہ ہے خدا نے تو حضرت مرزا صاحب کے طفیل ہمارے دعا قبول کی لیکن تیری بدظنی نے یہ نقصان پہنچایا ہے آخر وہ بہت پچھتائی پھر میرے ساتھ ملکر ہم دونوں نے مندرجہ بالا خدا کے حضور میں دعا کی اے پرمیشر ہمیں بچہ کی مراد عطا فرما ہم ان کے مسافروں کو رس پلا دینگے اسکے بعد خدا کے فضل سے پھر میری عورت حاملہ ہو گئی اور ماہ بماہ کہہ گذشتہ میں یا چیت میں خدا نے فرزند نرینہ عطا فرمایا جو اسوقت اسکے قریباً نو ماہ کے ہو گئے ہیں اسلئے اس منت الٰہی کو پورا کرنیکے لئے میں آپ لوگوں کو رس پلاتا ہوں آپ صاحبان میرے لئے اور میرے اس بچہ کے لئے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اسکی عمر دراز کرے اور نیک بنا دے اسکا نام اودھ رکھا گیا ہے۔ فقط

مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۷ء

راقم خاکسار لچھمن سنگھ ولد مولا قوم جٹ مذہب ہندو سکنہ ننگل بوٹر تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور